

و کم من عائب قولا صحیحا - وافت من الفہم السقیم

اشاعت السنۃ فی الجلد ۸ بین صفحہ ۲۰۲ بجواب قصہ بیعیات منسوب بام بخاری جو لکھا گیا ہے کہ  
 اوسکی اسناد میں ابو عصمہ نوح راوی ہے اگر یہ وہی ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل  
 قرآن کی روایت کرنے کا فرامی ہے تو اوسکی روایت پر اعتماد حاصل نہیں۔ اور اگر یہ کوئی اور شخص ہے  
 تو جب اسکی روایت کی صحت اتصال معلوم نہ ہو یہ روایت لائق احتجاج نہیں۔ اس سے بعض حوالے  
 نہیں آجائے یہ سمجھ لیا ہے کہ مولف اشاعت السنۃ نے ابو عصمہ نوح ابن الفرغانی کو ابو عصمہ نوح بن ابی مریم  
 قرار دیا ہے حالانکہ ان دونوں میں سیکڑوں برس کے تقدم و تاخر کا فرق ہے۔ پھر اس سے اس دست  
 نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب ایسی بدیہی بات میں اس زمانہ کے لوگوں نے دہوکہ کھا یا ہے تو انکا علم  
 حدیث کے صورت و نکات و احادیث نامحرم و منسوخ و مول و غیرہ پر مجتہدین کی مثل مطلع ہونا کیونکر  
 ممکن ہے۔

ایسا سمجھنے میں اس دوست نے دہوکہ کھا لیا ہے اور جو اس پر نتیجہ نکالا ہے وہ بھی دہوکہ سو بہر کہ نہیں  
 انکی سمجھ میں یہ دہوکا ہوا ہے کہ انہوں نے ہماری طوطی کلام کو حلی اور قطعی سمجھ  
 لیا ہے اور ہمارے حرف شرط اگر اور تفتیق کلام کا مطلب کچھ نہ سمجھا اور یہ نہ خیال فرمایا کہ صدق  
 قضیہ شرطیہ کے لیے امکان مقدم ضروری نہیں ہے جو جاسے وجود و لہذا شرطیہ میں تعیین بالمحال بھی جائز  
 اصداق القائلین حق جہل علی نے فرمایا ہے تو (اسے نبی) کہہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو سب سے پہلے

قل ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدین  
 ان كان زيد حمارا كان ناقا

میں اسکی عبادت دیا اور اسکی عبادت سے ٹکیر کرنا والا ہوتا۔  
 عام لوگوں کا جو تہوری بہت منطقی جانتے ہیں (زبان و قلم

ہے اگر فرزند کا ہوتا تو وہ ضرور ماہر ہو گا۔ اس کلام باری یا سقوا منطقی کا یہ مطلب اگر کوئی قرار دے کہ سب  
 مذکورہ فرزند کا ہونا اور زید کا گدا ہونا تسلیم کیا گیا ہے تو اس پر خوش فہمی کا خوف ضرور آئیگا جسے بھی اتنا ہی  
 کھامر کہ اگر یہ نوح وہ نوح ہے تو اسکا یہ حال ہے اس سے آپ سمجھ گئے ہیں کہ مولف اشاعت السنۃ و نوح ابن الفرغانی

کو نوح ابن ابی مریم سمجھ لیا ہے لہذا لکھے ہم و فرست پر وہی حرف گیا۔

یعنی تو اسکا خلاف بھی تجویز کر دیا اور صاف کہہ دیا تھا کہ یہ اگر کوئی اور شخص ہے تو اسکا یہ حال ہو گا تو یہ فقہ  
شرطیہ کا مطلب سمجھ میں نہ آیا تھا تو اسی فقرہ کو سمجھا ہوتا۔ یہاں شاید کوئی یہ سوال کرے کہ نگو دو وزن  
میں بنا کر ت کا علم تھا تو تھے شرطیہ طور پر بھی یہ کیوں کہا اور اس تعلق بالمحال سے فائدہ کیا ہوا۔ اسکا جواب  
یہ ہے کہ اس میں دو قائلہ مد نظر ہیں ایک نوح بن ابی مریم کے حال پر کون کو مطلع کرنا دیکھنا اور اشاعت  
میں بہت فرق میں آتا ہے اور تعلق یہ ہے کہ وہ بہت سے مسائل اصول و فروع لوگوں کو سکھاتا ہوا  
وہ اس شخص کا اہتمام یا اتمام جو وقت تنہی مجال اسناد قصہ باعیات (جو سخت مشکل اور اس وقت ناممکن  
ہے) نوح بن الفرغانی کو نوم بن ابی مریم فرار سے۔ گو اسکے جواب میں ہم یہ دوسرے بات بھی کہہ سکتے ہیں  
کہ نوم بن ابی مریم مشاہیر میں فوت ہوا ہے (جیسا کہ نوادہ یہی ہے تراجم الخفیہ میں صفحہ ۹۰ ہے) اور امام کا  
جسے یہ فقرہ موجود ہے نقل کیا گیا ہے اسکے بعد یہ ہونے لیا ہے اکثر کتب اسما الرجال وغیرہ میں ہے  
تو یہ نکالنے میں اس دست بھی ہو کہ کہا ہے کہ ایک شخص کا ایک بات میں غلطی کرنا اسے خیال میں چلے  
اس سے سہی علماء کا ہر بات میں غلطی کرنا اور احادیث کے روز و نکات و نسخ و منسوخ و ما دل پر مطلع نہ ہو  
سکا خیال لیا ہے اور یہہ دلیل دہو کا ہے۔

اکابر مجتہدین سے بعض یہی باتوں میں غلطی ہوئی ہے اس سے کوئی یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ وہ مجتہد تھے  
اسکی تفسیل میں ہم امام ابو حنیفہ کی (جو کونسی تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس سے امام مالک نے شافعی  
بلکہ وصف اجتہاد میں امام بخاری سے کہہ سکتے ہیں ایک آسان و سہل بات غلطی یا عدم توحیحی میں کرتے  
ہیں کتاب حیوان البحر و سیری مطبوعہ مصر کے جلد ۲ میں صفحہ ۱۲۰ رقم ہے کہ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے

<p>ذکر ابن خلکان فی ترجمہ جعفر الصادق <math>\text{ع}</math> قال  ابا حنیفۃ ما نقول فی محرم کسریا عیۃ طیبی  فقال یا نبت سوا اللہ صلا اللہ علیہ سلم <math>\text{ع}</math> اعلم  فیہ فقال ان الظبی لا یكون ربا عیا و هو ثنی</p>	<p>امام جعفر صادق نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ محرم میں  کاربا عیہ (اچھ ہتھاد ہت) توڑتے تو ہمیں آپ کیا  فتوے دیتے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ مجھے اس  مسئلہ کا علم نہیں پھر امام جعفر نے فرمایا کہ ہرن کاربا عیہ</p>
--	---

